قاتل عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون؟[1]

تحقیق

اسد الطحاوی الحنفی بریلوی

جمع و دعاکاطلبگار

نعمان علی حنفی

1

کی بھائی یہ اسد الطحاوی

تحریرات ہیں جن کو میں من و عن نقل کر کے ایک جگہ جمع کردیا ہے قاتلین عمار کے حوالے سے یہی

روایات ہیں اور ان میں اضطراب ہے جہاں قاتل عمار کا تعین ہوا

لگانا کی طرف نہیں تھا لہذا سیدنا معاویہ پہ الزام اللہ تعالیٰ رضی یعن البتہ صحیح روایت میں وہ قاتل مبہم تھا

جہالت ہے

!!!شیعوں کی طرف سے پیش کردہ مضطرب روایت کہ عمار بن یاسر کا قاتل حضرت ابو غادیہ تھے اسکی حقیقت

ازقلم اسد الطحاوی

حضرت ابو غادیہ کو قاتل عمار بن یاسر بیان کرنے والے ساری روایات ضعیف ، ہیں اور ابو غادیہ قتل عمار

✿سے بری ہیں

حضرت عمار بن یاسر کا قاتل کون تھا یہ روایت بنیادی طور پر جتنی بھی اسناد سے مروی ہیں انکا مرکزی راوی

کثیر بن جبر ہے

اور کثیر بن جبر سے بیان کرنے والا ایک اسکا بیٹا ہے

اور ایک ابن عون راوی ہے

جبکہ کثیر بن جبر سے اسکے بیٹے کی روایت جو سند متصل رجال ثقات سے مروی ہے جسکو امام حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کیا اسکا متن کچھ یوں ہے

5658 - حدثنا أبو جعفر محمد بن صالح بن هانئ، ثنا السري بن خزيمة، ثنا مسلم بن إبراهيم، ثنا ربيعة بن كلثوم، حدثني أبي قال: كنت بواسط القصب في منزل عبد الأعلى بن عبد الله بن عامر، قال الآذن: هذا أبو غادية الجهني يستأذن، فقال عبد الأعلى: أدخلوه، فأدخل وعليه مقطعات، فإذا رجل طوال ضرب من الرجال كأنه ليس من هذه الأمة، فلما قعد، قال: «كنا نعد عمار بن ياسر من خيارنا» قال: «فوالله إني لفي مسجد قباء إذا هو يقول - وذكر كلمة - لو وجدت عليه أعوانا لوطئته حتى أقتله» قال: «فلما كان يوم صفين أقبل يمشي أول الكتيبة راجلا حتى كان بين الصفين طعن رجل بالرمح، فصرعه، فانكفأ المغفر عنه، فضربه فإذا رأس عمار بن ياسر» ، قال: يقول مولى لنا: لم أر رجلا أبين ضلالة منه

[التعليق - من تلخيص الذهبي] 5658 - سكت عنه الذهبي في التلخيص

)مستدرک الحاکم علی صحیحین ، روایت نمبر 5658)

ترجمہ:

ربعہ بن کلثوم اپنے والد (کلثوم بن جبر) سے بیان کرتے ہیں (وہ فرماتے ہیں) میں واسط القصب (نامی شہر) میں عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کے گھر تھا ، اجازت لینے والے نے کہا : ابو غادیہ جہنی اندر آنے کی عجازت مانگ رہا ہے ، عبدالاعلیٰ نے کہا : اسکو اندر آنے کی اجازت دے دو ، وہ اندر آئے ، اس وقت انہوں نے تنگ کپڑے پہنے ہوئے تھے ، وہ انتہائی دراز قد آدمی تھے وہ تو اس امت کا فرد نہیں لگتے تھے (دراز قد اتنا تھا)

جب اندر آکر بیٹھ گئے تو کہنے لگے : ہم عمار بن یاسر کو سب سے معتبر اور نیک جانتے ہیں

خدا کی قسم! میں مسجد قباء میں تھا وہ (عمار بن یاسر) باتیں کر رہا تھا ان میں سے ایک یہ بھی تھی اللہ کی قسم!

اگر کبھی مجھے اس پر غلبہ بلا تو میں اس کو روند ڈالوں گا ، حتی کہ ان کو قتل کر ڈاوں گا

پھر جب جنگ صفین شروع ہوئی تو لشکر کی پہلی جماعت پیدل چلتے ہوئے آئی ، یہاں تک کہ وہ صفین کے درمیان پہنچ گئے ،

ایک آدمی (مجہول) نے ان (عمار بن یاسر) کو نیزہ مارا جسکی وجہ سے وہ گر گئے ، ان کے خود نیچے گرا،

جب دیکھا تو حضرت عمار بن یاسر کا سر تھا

راوی کہتے ہیں : آقا کہا کرتے تھے کہ میں نے اس آدمی (جس مجہول نے نیزہ مار کر قتل کیا عمار بن یاسر کو) اس سے زیادہ گمراہ کوئی شخص نہیں دیکھا۔۔۔

تبصرہ:

اس پورے واقعہ میں ابو غادیہ نے بیان کیا ہے اپنی زبان سے کہ عمار بن یاسر کو قتل کرنے کا میں نے سوچا تھا جب یہ مسجد قباء میں باتیں کر رہاتھا

لیکن جنگ صفین میں ایک آدمی نے انکو نیزہ مار کر ہلاک کیا

تو حضرت ابو غادیہ رضی اللہ عنہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے کہاں سے قاتل بن گئے ؟؟؟؟؟؟

اس روایت کی سند متصل ثقات جید راویوں پر مشتمل ہے

سند کی تحقیق درج ذیل ہے :

ا۔ سند کا پہلا راوی:

ابْن ہانئ، أَبُو جَعْفَر الْوراق النَّيْسَابُورِي.

ثِقَة، ثَبت، أحد المكثرين.

سمع الحَدِيث الْكثير بنيسابور، وَلم يسمع بغَيْرہا وَلاَ حَدِيثا، وَلم يكن بعد أَن ضعف يصبر عَن حُضُور الْمجَالِس، وَكَانَ يفهم ويحفظ، وَكَانَ صبورا على الْفقر

(تاريخ النيسابور ، الحاكم ص ،415)

امام حاکم فرماتے ہیں اپنی تصنیف تاریخ نیشاپور میں کہ بن ھانی ابو جعفر الوراق ثقہ ثبت تھے محدثین میں میں نے نیشاپور میں ان سے کثرت سے روایت سنی ہیں --

امام ابن کثیر الدمشقی محدث فرماتے ہیں :

محمد بن صالح بن ہانئ أبو جعفر الوراق النيسابوري

أحد العباد الثقات الأجواد، سمع الحديث بنيسابور، ولم يسمع بغيرها، ومن مشايخه: أبو زكريا يحيى بن محمد بن يحيى الشهيد , ولازمه مدة طويلة , وسمع السري بن خزيمة، والحسين بن الفضل، ومحمد بن إسحاق بن الصباح، وغيرهم، وروى عنه: الشيخ أبو بكر بن إسحاق، وأبو علي الحافظ، وأبو إسحاق المزكي، وغيره من المشايخ، ومصنفات الحافظ أبي أحمد مشحونة بالرواية عنه، وكان صبورا متعففا أثنى عليه الحاكم، وابن الصلاح، ولما مات صلى عليه أبو عبد الله محمد بن يعقوب بن الأخرم، وأثنى عليه بعد دفنه، وذكر أنه صحبه مدة طويلة نحوا من سبعين سنة فما رآه أتى شيئا لا يرضاه الله، عز وجل،

ولا سمع منه شيئا يسأل عنه، رحمه الله،

وكانت وفاته في سلخ ربيع الأول سنة أربعين وثلاث مائة.

(طبقات الشافعيين، أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774ھ)-

کہ یہ ثقات محدثین میں سے تھے اور آگے انکی مداح بیان کی

اسکے بعد امام ابن صلاح بیان کرتے ہیں :

(28 – مُحَمَّد بن صَالح

ابْن هانئ، أَبُو جَعْفَر الْوراق النَّيْسَابُورِي.

ثِقَة، ثَبت، أحد المكثرين.

سمع الحَدِيث الْكثير بنيسابور، وَلم يسمع بغَيْرهَا وَلاَ حَدِيثا، وَلم يكن بعد أَن ضعف يصبر عَن حُضُور الْمجَالِس، وَكَانَ يفهم ويحفظ، وَكَانَ صبورا على الْفقر، لاَ يَأْكُل إِلاَّ من كسب يَده.

(طبقات الفقهاء الشافعية، عثمان بن عبد الرحمن المعروف بابن الصلاح (المتوفى: 643ھ)

اور امام ذھبیؒ نے متعدد جگہ پے تلخیص میں اسکی روایات کے بارے میں حکم لگایا روایہ ثقات اور شرط علی مسلم

مثلا روایت نمبر ۵، ۹۹، وغیرہ پے دیکھا جا سکتا ہے

[التعليق – من تلخيص الذهبي] 5 – رواته ثقات

[التعليق – من تلخيص الذهبي] 99 – على شرط مسلم

سند کا دوسرا راوی: السری بن خذیمہ

امام ذھبی انکی توثیق فرماتے ہیں کہتے ہیں الحافظ الحجت

اور امام حاکم سے شیخ ثقہ کی توثیق بھی بیان کرتے ہیں

128 – السري بن خزيمة بن معاوية الأبيوردي

الإمام، الحافظ، الحجة، أبو محمد الأبيوردي، محدث نيسابور.

سمع في الرحلة من: أبي عبد الرحمن المقرئ، وأبي نعيم، وعبدان بن عثمان، ومسلم بن إبراهيم، ومحمد بن الصلت، وطبقتهم.

حدث عنه: أبو بكر بن خزيمة، وإبراهيم بن أبي طالب، وأبو حامد بن الشرقي، ومحمد بن صالح بن هانئ، والحسن بن يعقوب، وعدد كثير.

قال الحاكم: هو شيخ فوق الثقة، ورد نيسابور سنة سبعين ومائتين،

(سير أعلام النبلاء)

تسیرا راوی: مسلم بن ابراھیم

امام ابن ابی حاتم اسکی توثیق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان سے امام یحییٰ بن معین (متشدد امام) نے روایت کیا ہے

(اور امام ابن حجر ایک راوی کی توثیق میں یہ کہتے ہیں امام ابن معین کا ان سے روایت کرنا راوی کی توثیق کے لیے کافی ہے)

اور امام ابن خثیمہ امام یحییٰ بن معین سے بیان کرتے ہیں کہ مسلم بن ابراھیم ثقہ مامون ہے

(ثقہ مامون اعلیٰ درجے کی توثیق ہے)

اور امام ابن ابی حاتم کہتے ہیں میں نے والد سے پوچھا فرمایا صدوق ہے

مسلم بن ابراہیم أبو عمرو الشحام. -

ويقال القصاب، مولى فراهيد الاسدي، بصري روى عن ابن عون وقرة بن خالد وابن ابى عروبة وابى خلدة وشعبة وهشام الدستوائى سمعت أبي يقول ذلك.

قال أبو محمد روى عنه يحيى بن معين ومحمد بن بشار ومحمد بن المثنى ومحمد ابن يحيى النيسابوري وابى.

نا عبد الرحمن أنا أبو بكر بن أبي خيثمة فيما

كتب إلي قال سمعت يحيى بن معين يقول: مسلم بن ابراهيم ثقة مأمون نا عبد الرحمن قال سألت أبي عن مسلم بن إبراهيم فقال: ثقة صدوق.

(الجرح والتعديل،ابی حاتم)

امام ذھبی انکی توثیق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

الحافظ الثقہ

75 – مسلم بن إبراهيم أبو عمرو الأزدي * (ع)

الإمام، الحافظ، الثقة، مسند البصرة، أبو عمرو الأزدي، الفراهيدي مولاهم، البصري، القصاب.

ولد: في حدود الثلاثين ومائة.

وحدث عن: عبد الله بن عون يسيرا.

(سير أعلام النبلاء)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو غادیہؓ نے عمار بن یاسرؓ کو قتل نہیں کیا بلکہ انہوں نے تو یہ گواہی دی کہ انکی نظر میں عمار بن یاسر باعث رحمت تھے لیکن انہوں نے مسجد قباء میں خلیفہ سوم عثمانؓ کے بارے میں کچھ ایسا فرمایا کہ جس کی وجہ سے میں نے اللہ سے کہا کہ مجھے جب بھی موقع ملا تو انکو قتل کرونگا لیکن وہ صاف اور صریح بیان کرتے ہیں کہ انکو ایک شخص نے نیزا مار کر گرایا اورجب دیکھا گیا تو وہ شہید ہونے والے عمار بن یاسر تھے

یہی روایت امام ابن سعد نے بھی بیان کی ہے

لیکن انکی بیان کردہ سند میں ربیعہ بن کلثوم سے بیان کرنے والا فقط مسلم بن ابراھیم نہیں بلکہ ابن سعد نے تین رواتہ کا ذکر کیا ہے

یعنی ربیعہ بن کلثوم سے بیان کرنے والے تین راوی یہ ہیں

۱۔عفان بن مسلم (ثقہ ہے پر اختلاط کا شکار ہو گئے تھے عمر کے آخری حصے میں تو اولیٰ یہ ہے کہ انکی روایت خاص کسی ثقہ جسکو اختلاط نہ ہوا ہو اسکے مقابلے میں رد ہوگی)

۲۔ مسلم بن ابراہیم

(جن سے مروی روایت مستدرک سے اوپر بیان کر آئے ہیں جس میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں کہ ابو غادیہ نے عمار بن یاسر کو شہید کیا ہو بلکہ یہ تصریح ہے کہ ابو غادیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عمار بن یاسر کو نیزہ مار کر شہید کیا)

۳۔ موسیٰ بن اسماعیل

(یہ ثقہ ثبت ہیں)

تو امام ابن سعد کی روایت میں جو متن منکر ہے جو مسلم بن ابراہیم کی روایت کے بالکل خلاف ہے عفان بن مسلم کی وجہ سے یہی متن منکر آیا ہے جسکے اختلاط نے قاتل عمار بن یاسر کا قاتل ابو غادیہ کو بنا دیا اور متن بھی بگاڑ دیا جیسا کہ ابن سعد کی روایت یوں ہے :

قال: أخبرنا **عفان بن مسلم،** ومسلم بن إبراهيم، وموسى بن إسماعيل، قالوا: أخبرنا ربيعة بن كلثوم بن جبر قال: حدثني أبي قال: " كنت بواسط القصب عند عبد الأعلى بن عبد الله بن عامر، فقلت: الإذن، هذا أبو غادية الجهني، فقال عبد الأعلى: أدخلوه، فدخل عليه مقطعات له، فإذا رجل طوال، ضرب من الرجال، كأنه ليس من هذه الأمة، فلما أن قعد قال: بايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت: بيمينك، قال: نعم، وخطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم العقبة، فقال: «يا أيها الناس، ألا إن دماءكم وأموالكم حرام عليكم إلى أن تلقوا ربكم كحرمة يومكم هذا، في شهركم هذا، في بلدكم هذا، ألا هل بلغت؟» ، فقلنا: نعم، فقال: «اللهم اشهد» ، ثم قال: «ألا لا ترجعوا بعدي كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض» . قال: ثم أتبع ذا فقال: إنا كنا نعد عمار بن ياسر فينا حنانا، فبينا أنا في مسجد قباء إذ هو يقول: ألا إن نعثلا هذا لعثمان، فالتفت فلو أجد عليه أعوانا لوطئته حتى أقتله، قال: قلت: اللهم إنك إن تشأ تمكني من عمار، فلما كان يوم صفين أقبل يستن أول الكتيبة رجلا، حتى إذا كان بين الصفين فأبصر رجل عورة فطعنه في ركبته بالرمح، فعثر فانكشف المغفر عنه، فضربته فإذا رأس عمار. قال: فلم أر رجلا أبين ضلالة عندي منه إنه سمع من النبي عليه السلام ما سمع، ثم قتل عمارا قال: " واستسقى أبو غادية فأتي بماء في زجاج فأبى أن يشرب فيها، فأتي بماء في قدح فشرب، فقال رجل على رأس الأمير قائم بالنبطية: أوى يد كفتا،

ابن سعد کی روایت میں ایسا عجیب واقعہ ہے جس میں کچھ اختلافی باتیں ہیں بالکل متضاد اور کچھ ایسی باتیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل عمار کا ایک اور بندے نے کیا اور ابو غادیہ نے قتل ہو جانے کے بعد عمار کے سر جو دھڑ سے الگ ہو گیا تب تلوار ماری اور پھر دیکھا یہ تو عمار بن یاسر ہے یعنی اس میں تو ساری باتیں متضاد ہیں لیکن پھر بھی قاتل ابو غادیہ نہیں ہے لیکن ابن سعد نے یہ تصریح کی ہے کہ ابو غادیہ کو قاتل سمجھنے والے ایک راوی نے اضافہ کرتے ہوئے کہا -------

معلوم ہوا کہ اس واقعے کو مختلف لوگوں اپنی مرضی سے بیان کیا اور قاتل ابو غادیہ کو قرار دینا ایک راوی کا فہم تھا

اب ہم اسکا متن پیش کرتے ہیں :

عفان بن مسلم (اختلاط زدہ) ، موسیٰ بن اسمائیل اور مسلم بنن ابراہیم (ثقہ متقن) نے ربیعہ بن کلثوم بن جبر نے اپنے والد سے بیان کیا :

کہ میں واسط القصب میں عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کے پاس تھا میں نے کہا اجازت دیجیے یہ ابو غادیہ جہنی ہے عبدالاعلیٰ نے کہا اسے اندر لاو ، وہ اسطرح اندر آیا کہ جسم پر چھوٹے چھوٹے کپڑے تھے وہ لمبا ایسا تھا گویہ اس امت کا آدمی ہی نہیں ہے

جب بیٹھ گیا تو اس (ابو غادیہ) نے کہا : میں نے رسولﷺ کی بیعت کی

راوی نے کہا : میں نے پوچھا کیا تم نے اپنے ہاتھ سے بیعت کی ؟

اس (ابو غادیہ) نے کہا ہاں رسولﷺ نے ہمیں یوم عقبہ یعنی دسویں ذوالحجہ کو خطبہ سنایا اے لوگو خبر دار تمہارے خون اور تمہارے مال اپنے رب سے ملنے تک یعنی موت تک تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے اور تمہارے اس شہر میں ہے دیکھو خبر دار کیا میں نے پہچنا دیا ؟

ہم لوگوں نے عرض کی جی ہاں ! فرمایا اے اللہ گواہ رہے پھر فرمایا دیکھو خبردار میرے بعد تم لوگ کفر کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم میں سے ایک دوسرے کی گردن مارے

پھر ابن سعد نے آگے اور متن اضافی درج کرتے ہوئے فرمایا :

اس نے (یعنی ابو غادیہ نے) اسی میں یہ مضمون شامل کیا کہ ہم لوگ عمار بن یاسر کو اپنے اندر رحمت خیال کرتے تھے جس وقت ہم مسجد قباء میں بیٹھے تھے اتفاق سے عمار ، عثمان بن عفان (خلیفہ سوم) کو کہہ رہے تھے کہ خبر دار یہ نعثل ایک یہودی

میں (ابو غادیہ)ادھر ادھر دیکھنے لگا اگر مجھے انکے خلاف مددگار مل جاتے تو انہیں ضرور کچل دیتا ، اور قتل کر دیتا میں نے کہا اے اللہ اگر توں چاہے تو مجھے عمار پر قادر کر سکتا ہے جنگ صفین میں وہ لشکر کے آگے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پیادہ آئے جب وہ دونوں لشکروں کے درمیان میں تھے تو انہیں ایک شخص نے تنہا دیکھ کے گھٹنے میں نیزہ مارا جس سے وہ گرپڑے اور خود سرسے اتر گیا میں نے اسے تلوار ماری تو اتفاق سے عمار کے سر پر پڑی

راوی نے کہا (مبہم)

میں نے اپنے نزدیک اس سے زیادہ کھلی ہوئی گمراہی والا شخص نہیں دیکھا

کہ نبیﷺ سے بھی سنا پھر بھی عمار کو قتل کر دیا

(یعنی یہ وہم راوی حدیث کا ہے جبکہ صحیح سند سے مستدرک میں صریح طور پر بات گزر چکی ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارنے والا دوسرا شخص تھا جبکہ ابو غادیہ رضی اللہ عنہ مشاہدہ کرنے والے تھے)

یعنی قاتل (ابو غادیہ) مذکور نے پانی مانگا تو شیشے کے برتن میں پانی لایا گیا اس نے اس میں پینے سے انکار کر دیا پھر اسکے پاس مٹی کے پیالے میں پانی لایا گیا تو اس نے پیا ایک شخص نے جو امیر کے سرہانے نیزہ لیے کھڑا تھا کہا :

کہ شیشے میں پانی پینے سے توں تقوی کرتا ہے اور عمار کے قتل سے تقوی نہیں کرتا

یعنی ابو غادیہ کو قاتل کہنے والا ایک امیر شخص کا محافظ ہے اور کلثوم بن جبر کا دعویٰ -- جبکہ یہ خود حضرت ابو غادیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو نیزہ مار کر انکو گرانے والا کوئی اور شخص ہے

اور پھر خود کہتا ہے کہ قتل ابو غادیہ نے کیا

متن میں اتنا اضطراب ہے کچھ سمجھ نہیں آرہا

اسکے بعد یہی عفان بن مسلم جو اختلاط زدہ راوی ہے اور اسکا شیخ حماد بن سلمہ جو صاحب اوہام اور غریب اور منکر روایات بیان کرنے والے لیکن ثقہ راوی ہیں

وہ ابو حفض اور ربیعہ بن کلثوم دونوں سے یہ روایت بیان کرتا ہے

17776 - حدثنا عفان، قال: حدثنا حماد بن سلمة، قال: أخبرنا أبو حفص، وكلثوم بن جبر، عن أبي غادية، قال: قتل عمار بن ياسر فأخبر عمرو بن العاص، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: " إن (1) قاتله، وسالبه في النار "، فقيل لعمرو: فإنك هو ذا تقاتله، قال: إنما قال: قاتله، وسالبه

جسکو مسند احمد میں امام احمد نے روایت کیا ہے اسکا متن یوں ہے کہ ابو غادیہ اس نے عمار بن یاسر کو قتل کیا اور عمر بن العاص سے سنا نبی پاک نے فرمایا جو عمار کا قاتل ہے وہ جہنم میں ہے

تو ان سے کہا گیا آپ بھی تو ان سے لڑنے والے اور انکا مال لینے والے ہیں تو عمر بن العاص نے کہا کہ (یہ اس کے لیے خبر ہے)

جس نے قتل کیا (عمار کو جزوی طور پر) اور انکا مال لیا

یعنی پورا گروہ کے بارے نہیں خاص عمار بن یاسر کے قتل کرنے والے کے لیے جزوی حکم ہے

اب اس روایت میں معلوم نہیں کونسا متن ابو حفص کا بیان کردہ ہے

اور کونسا متن ربیعہ بن کلثوم کا ہے

ابو حفص مجہول ہے اور ربیعہ بن کلثوم ثقہ ہے

اور عمرو بن العاص سے کلثوم بن جبر کا سماع نہیں

اس لیے امام ذھبی نے اس روایت کو منقطع قرار دیا سیر اعلام میں

اب عفان بن مسلم کو دیکھا جائے تو انکے حافظے میں تغیر آگیا تھا جیسا کہ امام خلیلی فرماتے ہیں عفان بن مسلم کے بارے:

عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ

أَبُو عُثْمَانَ شَيْخُ الْبَصْرَةِ، مَوْلَى الْأَنْصَارِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مُخَرَّجٌ فِي الصَّحِيحَيْنِ، سَمِعَ شُعْبَةَ، وَالْحَمَّادَيْنِ، وَغَيْرَهُمْ عُمَرَ، وَسَمِعَ مِنْهُ الْقُدَمَاءُ، وَاحْتَجَّ بِهِ الْبُخَارِيُّ، وَتَغَيَّرَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِأَشْهُرٍ، وَمَاتَ يُقَالُ بِبَغْدَادَ

(الإرشاد في معرفة علماء الحديث،ج۲، ص، ۵۹۰) أبو يعلى الخليلي،

ابو عثمان شیخ البصرہ عفان بن مسلم متفقہ علیہ ہیں امام بخاری نے صحیحین میں ان کو لیا ہے لیکن قبل موت انکے حافظے میں تغیر آگیا تھا

امام العلائی انکو المختلطین میں درج کرتے ہوئے ابن خثیمہ سے فرماتے ہیں :

34 – عفان بن مسلم:

أحد الأثبات.

من شيوخ البخاري متفق على الاحتجاج به.

قال أبو خيثمة زهير بن حرب: أنكرنا عفان قبل موته بأيام والظاهر

(المختلطين، صلاح الدين بن عبد الله الدمشقي العلائي (المتوفى: 761ھ)

امام خثیمہ کہتے ہیں ہم نے انکی موت سے قبل انکو منکر قرار دے دیا تھا

اور مستدرک والی روایت جو ان سے اوثق جنکا حافظہ تغیر سے پاک ہے اس میں ابو غادیہ سے مروی ہے کہ عمار کو نیزہ مار کر ہلاک کرنے والا ایک شخص تھا

اور پھر ان سب راویوں کے علاوہ جو ثقات سے مروی ہے وہ روایت تو بالکل مختلف ہے

اب جو متن ابن سعد نے بیان کر کے کہا کہ راوی نے ابو عمارہ کو کہا کہ جو پانی چاندی کے برتن میں پینے سے پرحیض کرتا ہے وہ قتل عمار بن یاسر پر کیوں نہ رکے ؟

اس روایت سے واضح معلوم ہوجاتا ہے کہ عمار بن یاسر کو جن نے بھی قاتل کیا ان کے خود میں بھی اختلاف تھا ایک کہتا میں نے قتل کیا جبکہ دوسرا کہتا میں نے قتل کیا

جب اس قتل کے دعوے دار دو ہیں صحیح سند سے تو اسکے مقابلے میں ایک ضعیف روایت پر صحابی رسول پر الزام وارد کرنا تفضیلوں کا طریقہ ہے نہ کہ اہلسنت کا

تو ہم نے اوثق اور ثبت راویوں سے ثابت کیا کہ ابو غادیہ واقعے کا مشاہدہ کرنے والے تھے فقط جبکہ نیزہ مارنے والا عمار بن یاسر کو کوئی اور شخص تھا اور جنھوں نے مارا ان میں بھی دو آدمی ہیں اور دونوں عمار کے قتل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں

لیکن مسند احمد میں کلثوب بن جبر سے انکے بیٹے ربیعہ کی بجائے ابن عون نے متن جو بیان کیا اس میں یہ متن ابو غادیہ کے سر مل دیا ہے

جیسا کہ مسند احمد میں جو روایات امام احمد کے علاوہ انکے بیٹے عبداللہ نے نقل کی ہیں ان میں یہ روایت ہے

دَّثَنَا عَبد اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى الْعَنَزِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ كُلْثُومِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ كُنَّا بِوَاسِطِ الْقَصَبِ عِنْدَ عَبْدِ الأَعْلَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ فَإِذَا عِنْدَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو الْغَادِيَةِ اسْتَسْقَى مَاءً فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ مُفَضَّضٍ فَأَبَى أَنْ يَشْرَبَ وَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا أَوْ ضُلَّالًا شَكَّ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَإِذَا رَجُلٌ يَسُبُّ فُلَانًا فَقُلْتُ وَاللهِ لَئِنْ أَمْكَنَنِي اللهُ مِنْكَ فِي كَتِيبَةٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ صِفِّينَ إِذَا أَنَا بِهِ وَعَلَيْهِ دِرْعٌ قَالَ فَفَطِنْتُ إِلَى الْفُرْجَةِ فِي جُرُبَّانِ الدِّرْعِ فَطَعَنْتُهُ فَقَتَلْتُهُ فَإِذَا هُوَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ قَالَ قُلْتُ وَأَيَّ يَدٍ كَفَتَاهُ يَكْرَهُ أَنْ يَشْرَبَ فِي إِنَاءٍ مُفَضَّضٍ وَقَدْ قَتَلَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ

کلثوم بن حبر سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ شہر واسط میں عبدالاعلی بن عامر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران وہاں موجود ایک شخص جس کا نام ابوغادیہ تھا نے پانی منگوایا، چناچہ چاندی کے ایک برتن میں پانی لایا گیا لیکن انہوں نے وہ پانی پینے سے انکار کردیا اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر کرتے ہوئے یہ حدیث ذکر کی کہ میرے پیچھے کافر یا گمراہ نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ اچانک ایک آدمی دوسرے کو برا بھلا کہنے لگا، میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! اگر اللہ نے لشکر میں مجھے تیرے اوپر قدرت عطاء فرمائی (تو تجھ سے حساب لوں گا) جنگ صفین کے موقع پر اتفاقا میرا اس سے آمنا سامنا ہوگیا،

** اس نے زرہ پہن رکھی تھی، لیکن میں نے زرہ کی خالی جگہوں سے اسے شناخت کرلیا، چناچہ میں نے اسے نیزہ مار کر قتل کردیا، بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو حضرت عمار بن یاسر تھے، تو میں نے افسوس سے کہا کہ یہ کون سے ہاتھ ہیں جو چاندی کے برتن میں پانی پینے پر ناگواری کا اظہار کر رہے ہیں جبکہ انہی ہاتھوں نے حضرت عمار کو شہید کردیا تھا۔ **

روایت مسند احمدکی اور صحیح سند سے یہ بھی ثابت ہے کہ قاتل عمار دو مبہم لوگ ہیں اور دونوں کا دعویٰ قتل ہے جبکہ اس میں ابو غادیہ کا ذکر نہیں :

6538- حدثنا يزيد، أخبرنا العوام، حدثني أسود بن مسعود، عن حنظلة بن خويلد العنبري (1) قال: بينما أنا عند معاوية، إذ جاءه رجلان يختصمان في رأس عمار، يقول: كل واحد منهما أنا قتلته، فقال عبد الله بن عمرو: ليطب به أحدكما نفسا لصاحبه، فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: " تقتله الفئة الباغية "، قال معاوية: فما بالك معنا؟ قال: إن أبي شكاني إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: " أطع أباك ما دام حيا، ولا تعصه " فأنا معكم ولست أقاتل

: حنظلہ بن خویلد عنبری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا کہ دو آدمیوں (مبہم) نے ان کے ہاں آکر سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے سر کے بارے میں جھگڑا شروع کر دیا، ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ اس نے ان کو قتل کیا ہے،ان کی باتیں سن کر سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: تم میں سے ہر ایک اپنے اس کارنامے پر اپنا دل خوش کر لے، میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ باغی گروہ اسے قتل کرے گا۔ ان سے یہ حدیث سن کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر یہ بات ہے توپھر آپ ہمارا ساتھ کیوں دیتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری شکایت کی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایاتھا: تمہارا والد جب تک زندہ ہے، تم اس کی اطاعت کرتے رہو۔ اس حدیث کی وجہ سے میں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں، لیکن پھر بھی لڑائی میں حصہ نہیں لیتا۔

(مسند احمد ، سند صحیح)

تو ایسی صورت میں عمار بن یاسر کو حتمی بنانا بہت بڑی خطاء اور وہم ہے

وہ بھی ایک راوی کی رائے کی بنیاد پر جبکہ

کثر بن جبر سے یہ واقعہ مضظرب متن کے ساتھ مختلف اسناد سے آیا ہے

خلاصہ کلام :

کہ کلثوبن جبر سے جو اوثق اور ثقہ سند صحیح سے روایت ہے اس میں ابو غادیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور ایک شخص نے نیزہ مارا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو

اور مسند احمد کی ایک روایت میں ہے قتل عمار کا دعویٰ کرنے والے دو مبہم شخص ہیں اور اس میں ابو غادیہ کا ذکر نہیں

اور ابن سعد کی روایت کردہ کلثوم بن جبر سے اختلاط زدہ راوی سے متن بر عکس ہے سند صحیح ہو جانے سے حدیث صحیح ہو جانا لازم نہیں

ہم نے ثابت کیا کہ ابن سعد کی روایت شاز و منکر ہے

اور مستدرک کی روایت جسکی سند پختہ ہے اس میں نیزہ مار کر ہلاک کرنے والا شخص کوئی اور ہے

اور کوئی اوثق والی بات نہ مانے تو پھر روایت مضطرب بنتی ہے کیونکہ تمام اسناد برابر صحیح ہیں

الحمداللہ ! ابو غادیہ عمار کو قتل کرنے سے بالکل بری ہیں

باقی جنہوں نے کلثوم بن جبر کی کچھ روایتوں سے خطاء کھائی اللہ انکو جنت میں مقام دے۔

اس ثبوت سے یہ تحقیق ہماری صحیح ثابت ہوئی کہ عفان بن مسلم سے وھم ہوا تھا اور مسلم بن ابراہیم کی روایت مستدرک میں صحیح تھی۔۔

اب تفضیلیوں کی قسمت دیکھو !!!!

جس منکر اور شاذ روایت کو لیکر یہ حضرت ابو غادیہ رضی اللہ عنہ کو قاتل اور گمراہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں

اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان (خلیفہ سوم) کے بارے میں مسجد قباء میں کہتے کہ خبر دار یہ یہودی معثل ہے

(استغفار)

کیا خلیفہ سوم حضرت عثمان کو کوئی یہودی کہے تو کیا وہ فتوے سے بچ جائے گا ؟؟؟؟؟

کیا انکی پید کردہ شاز روایت جسکو یہ دلیل بنا رہے ہیں کیا ابو غادیہ کو قاتل ثابت کرنے کے لیے کیا یہ بات تفضیلی تسلیم کرینگے کہ حضرت عمار بن یاسر خلیفہ سوم حضرت عثمان کو یہودی تسلیم کرتے تھے ؟؟؟؟؟

کیسے بد نصیب لوگ ہیں جنکو روایت کی معرفت نہیں اور بغض صحابہ رضی اللہ عنہ میں آکر اپنا ایمان ضائع کرتے پھر رہے ہیں

جب کہ ہم نے تحقیقا ثابت کیا کہ اصل روایت مستدرک الحاکم کی ہے جسکو امام یعقوب بن شیبہ نے بھی اپنی مسند میں بیان کیا ہے

جس میں نہ ہی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ کی طرف سے حضرت عثمان رضی اللہ کو یہودی کہنے کے الفاظ ہیں

اور نہ ہی قاتل حضرت ابو غادیہ رضی اللہ عنہ ھیں

لیکن رافضی شیعہ اور تفضیلی ہمیشہ اہل بیت کی آڑ میں صحابہ پر بھی بکتے رہیں گے اور انکی شان میں گستاخیاں بھی کرتے رہیں گے اور یہ انکی بد بختی ہے جو انکی قسمت میں لکھی جا چکی ھے۔۔

ہم نے پچھلی اقساط میں یہ ثابت کیا تھا کہ مستدرک اور مسند یعقوب بن شیبہ کی سند پیش کی تھی جو طبقات ابن سعد اور طبرانی کی المعجم الکبیر کی سند سے اوثق راویان پر مشتمل تھی

جسکا رد کرنے میں خیر طالب میاں نا کام رہے کیونکہ امام یعقوب بن شیبہ سے کوئی بھی ثقہ راوی نہیں مسلم بن ابراہیم سے بیان کرنے میں اور وہ خود ابراہیم سے سماع کرنے والے ہیں

جبکے انکے مقابل امام ابن سعد صدوق درجے کے ہیں

اور طبرانی کی سند میں دو راویان کا اضافہ ہے اور امام یعقوب کی سند مقدم ہوگی

اور مستدرک کی روایت میں ابراہیم بن مسلم کا متابع بھی بیان کیا اور سند میں یہ بھی ثابت کیا کہ نیزہ مارنے والا کوئی اور شخص تھا

اب ہم متن میں اضطراب پیش کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کے جس کے جواب میں موصوف قسطوں پر قسطیں چلاتے رہیں اور کبھی کدھر بھاگتے کبھی کدھر اور ایک بھی قسط میں صحیح جواب دینے سے قاصر رہے

طبقات ابن سعد کی جو تفصیلی روایت ہے ہم اس میں سے وہ متضاد متن نقل کرینگے فقط تاکہ صارفین کو سمجھنے میں آسانی ہو ۔

طبقات ابن سعد کا مذکورہ متن :

فلما كان يوم صفين أقبل يستن أول الكتيبة رجلا، حتى إذا كان بين الصفين فأبصر رجل عورة فطعنه في ركبته بالرمح، فعثر فانكشف المغفر عنه، فضربته فإذا رأس عمار.

جنگ صفین کے دن ووہ (عمار) لشکر کے آگے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پایدہ آئے ، جب وہ دونوں لشکروں کے درمیان تھے تو انھیں ایک شخص نے تنہا دیکھ کر گھٹنے میں نیزہ مارا، جس سے وہ گر پڑے اور خود سر سے اتر گیا، میں نے اس تلوار ماری تو اتفاق سے عمار کے سار پر پڑی ۔

اہم نقات::

۱۔ عمار بن یاسر کو ایک مجہول شخص نے نیزہ مارا

۲۔ ابو غادیہ نے انکو دیکھا اور پہچانا جب انکے گھٹنے میں نیزہ لگا ہوا تھا جسکی وجہ سے انکا خود سر سے گر گیا اور ابو غادیہ نے پہچان لیا اور تلوار مار کے قتل کیا

۳۔ ابو غادیہ تلوار عمار کو جاننے اور پہچاننے کے بعد ماری اور قتل کیا

پھر یہی روایت اسی سند ہی سے ہے اور اسکا متن یوں ہے :

لما كان يوم صفين جعل عمار يحمل على الناس، فقيل: هذا عمار فرأيت فرجة بين الرئتين وبين الساقين، قال: فحملت عليه فطعنته في ركبته، قال: فوقع فقتلته، فقيل: قتلت عمار بن ياسر

یوم صفین میں عمار لوگوں پر حملے کرنے لگے تو کہا گیا کہ یہ عمار ہیں میں (ابو غادیہ) نے انکی زرہ میں سے ایک سوراخ دونوں پھیپھڑوں اور پنڈلیوں کے درمیان میں دیکھا ۔ ان پر حملہ کیا اور گھٹنے میں نیزا مارا جس سے وہ گر پڑے میں نے انکو قتل کر دیا اور کہا گیا کہ توں نے عمار بن یاسر کو قتل کر دیا

اہم نکات:

۱۔ یہاں نیزہ مارنے والے خود ابو غادیہ ہیں گھٹنے پر پھر قتل کیا نیزہ سے

۲۔ پھر ابو غادیہ انکو قتل کر دیتے ہیں (بغیر جانے کہ مقتول کون ہے)

۳۔ جب وہ قتل کر چکے ہوتے ہیں تو انکو بتایا جاتا ہے کہ توں نے ابو غادیہ کو قتل کر دیا یعنی غیر ارادی طور پر قتل کیا اور قتل کے بعد معلوم ہوا کہ مقتول عمار ہے

اب طبرانی والی روایت :

9252 ء حَدَّثَنَا النُّعْمَانُ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ كُلْثُومِ بْنِ جَبْرٍ، وَأَبِي حَفْصٍ، عَنْ أَبِي الْغَادِيَةِ

فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ صِفِّينَ وَعَلَيْهِ السِّلَاحُ، فَجَعَلَ يَحْمِلُ حَتَّى يَدْخُلَ فِي الْقَوْمِ، ثُمَّ يَخْرُجَ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا رُكْبَتُهُ قَدْ حُسِرَ عَنْهَا الدِّرْعُ وَالسَّاقُ، فَسَدَّدْتُ نَحْوَهُ الرُّمْحَ، فَطَعَنْتُ رُكْبَتَهُ، ثُمَّ قَتَلْتُهُ

اس روایت پر خیر طالب ہی کا ترجمہ پیش کرتے ہیں تاکہ کوئی اعتراض نہ رہے !

ابو غادیہ بیان کرتا ہے کہ حضرت عمارؓ کو عثمان کو کچھ کہتے-- (آگے کا مفہوم بیان کیا جاتا ہے) ابو غادیہ کہتا ہے کہ میں نے تہیہ کیا کہ یہ میرے قبضہ میں تو آئے اور صفین کی جنگ میں ابو غادیہ نے تیر مارا جس سے عمارؓ شہید ہوئے

(معجم الکبیر)

نوٹ : شیعو کے *مکلک نے بریکٹ میں ترجمہ نہیں کیا روایت کا کیونکہ اسی روایت میں عمار بن یاسر حضرت عثمان خلیفہ کو یہودی کہتا ہے

اور اسی اصول پر خلیفہ برحق کو یہودے کہنے سے حضرت عمار بھی انکے ہاتھ سے جاتے ہیں

اس لیے اس متن کو چھپا لیا گیا

اہم نکات:

یہاں بقول خیر طالب کے ترجمہ کے مطابق ابو غادیہ نے عمار کو دیکھا اور اسکو تیر مارا اور جانتے پہچانتے قتل کیا

اب کسی میں تلوار سے مارنا آرہا ہے

کسی میں نیزے سے قتل ہونا بیان ہو رہا ہے

اور کسی میں تیر سے مارنے کا ذکر ہے

پھر دوسرا اختلاف

کسی روایت میں ابو غادیہ پہچانتے ہوئے حملہ کیا

کسی روایت میں بغیر پہچانے حملہ ہوا اور قتل ہونے کے بعد معلوم پڑا یہ ابو غادیہ ہے جب سر منکشف ہوا

اہم بات اب جو مختصر اور اصح سند سے ہوگی اس میں فیصلہ ہوگا کہ آیا اس میں قتل عمار

نیزے سے ہوئے

تیر سے ہوئے

یا تلوار سے

اور قتل ہونے کے بعد پہچان ہوتی ہے یا پہلے کہ مقتول عمار بن یاسر ہے

اب مستدرک کی روایت پھر سے پیش کرتے ہیں جسکی سند اوثق ہے اور مختصر :

5658 – حدثنا أبو جعفر محمد بن صالح بن هانئ، ثنا السري بن خزيمة، ثنا مسلم بن إبراهيم، ثنا ربيعة بن كلثوم، حدثني أبي قال: كنت بواسط القصب في منزل عبد الأعلى بن عبد الله بن عامر، قال الآذن: هذا أبو غادية الجهني يستأذن، فقال عبد الأعلى: أدخلوه، فأدخل وعليه مقطعات، فإذا رجل طوال ضرب من الرجال كأنه ليس من هذه الأمة، فلما قعد، قال: «كنا نعد عمار بن ياسر من خيارنا» قال: «فوالله إني لفي مسجد قباء إذا هو يقول – وذكر كلمة – لو وجدت عليه أعوانا لوطئته حتى أقتله» قال: «فلما كان يوم صفين أقبل يمشي أول الكتيبة راجلا حتى كان بين

الصفين طعن رجلا بالرمح، فصرعه، فانكفأ المغفر عنه، فضربه فإذا رأس عمار بن ياسر» ، قال: يقول مولى لنا: لم أر رجلا أبين ضلالة منه

[التعليق – من تلخيص الذهبي] 5658 – سكت عنه الذهبي في التلخيص

)مستدرک الحاکم علی صحیحین ، روایت نمبر 5658)

ترجمہ:

ربعہ بن کلثوم اپنے والد (کلثوم بن جبر) سے بیان کرتے ہیں (وہ فرماتے ہیں) میں واسط القصب (نامی شہر) میں عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کے گھر تھا ، اجازت لینے والے نے کہا : ابو غادیہ جھنی اندر آنے کی عجازت مانگ رہا ہے ، عبدالاعلیٰ نے کہا : اسکو اندر آنے کی اجازت دے دو ، وہ اندر آئے ، اس وقت انہوں نے تنگ کپڑے پہنے ہوئے تھے ، وہ انتہائی دراز قد آدمی تھے وہ تو اس امت کا فرد نہیں لگتے تھے (دراز قد اتنا تھا)

جب اندر آکر بیٹھ گئے تو کہنے لگے : ہم عمار بن یاسر کو سب سے معتبر اور نیک جانتے ہیں

خدا کی قسم! میں مسجد قباء میں تھا وہ (عمار بن یاسر) باتیں کر رہا تھا ان میں سے ایک یہ بھی تھی اللہ کی قسم!

اگر کبھی مجھے اس پر غلبہ بلا تو میں اس کو روند ڈالوں گا ، حتی کہ ان کو قتل کر ڈاوں گا

پھر جب جنگ صفین شروع ہوئی تو لشکر کی پہلی جماعت پیدل چلتے ہوئے آئی ، یہاں تک کہ وہ صفین کے درمیان پہنچ گئے ،

ایک آدمی (مجہول) نے ان (عمار بن یاسر) کو نیزہ مارا جسکی وجہ سے وہ گر گئے ، ان کے خود نیچے گرا،
جب دیکھا تو حضرت عمار بن یاسر کا سر تھا

اہم نکات:

اصح سند سے یہ بات ثابت ہوچکی کہ نیزہ مارنے والے ابو غادیہ نہیں تھے بلکہ مجہول ہی تھا جیسا کہ ابن سعد کی ایک ہی سند میں اضطراب ہے نیزہ مارنے والا اور بندہ بھی ہے اور اسی سند سے نیزہ ابو غادیہ سے بھی مروایا جا رہا ہے

لیکن ایک بات متابقت رکھتی ہے کہ قتل ہونے کے بعد ہی سر دکھا جاتا ہے تو معلوم ہوا ہے کہ مقتول عمار بن یاسر ہے

اور اس روایت میں تصریح ہے کہ :

جب دیکھا گیا تو عمار بن یاسر کا سر تھا

اور ہم پچھلی روایت میں ثابت کر چکے کہ ابن سعد کی روایت جس میں نیزہ مارا گیا ابو غادیہ سے انہوں نے ہی قتل کیا (نیزے کے وار سے)

جبکہ یہاں نیزہ کسی اور نے مارا جس سے انکا سر منکشف ہوا اور جب دیکھا گیا قتل کے بعد تو وہ سر عمار بن
یاسر کا تھا

کیونکہ پچھلی روایات میں تصریح ہے کہ قتل کے بعد ہی معلوم ہوتا ہے کہ مقتول کون ہے اور مذکورہ روایت
میں نیزہ جس مجھول سے لگا ہے اسی سے ہی سر منکشف ہو جاتا ہے اور وہ سر عمار کا ہوتا ہے یعنی اسی
نیزے سے قتل ہو چکے تھے تبھی تو عمار بن یاسر کے چہرے پر مطلع ہونا بیان کیا گیا

یہ ہوتا ہے اضطراب اور خیر طالب میاں جو مثالیں دے دے کر قسطیں چلاتے رہے وہ روایت مختصر اور
تفصیل پر مثالیں دیتے رہے

جبکہ ہم نے اضطراب کی مثال پچھلی قسط میں بیان کی تھی جس میں ایک ہی امر مختلف لوگوں سے بیان ہوتا
ہو جسکو تطبیق کرنا محال ہو

اب ہم نے ہمارے موقف پر اوثق راویان سے ابو غادیہ کو قتل سے بری زمہ قرار ثابت کیا

اور خیر طالب اپنی مذکورہ اسناد کو بھی اصح ہونے کا دعوی کرتے ہیں تو انکے مطابق پھر تمام روایات میں
اضطراب قائم ہے اور اسکو دور کرنا محال ہے

باقی انہوں نے ضعیف روایات جیسا کہ جابر جعفی جیسے ضعیف راویان سے ابو غادیہ کے قتل ہونے کی تصریح پیش کی تھی

تو ہم نے بھی ضعیف اسناد سے روایت پیش کی تھی جس میں تابعی اور دو صحابہ کا حملہ کرنا لکھا ہے

تو پھر ابو غادیہ بری زمہ ہوتا ہے

ہماری دلیل پھر خیر طالب میاں نے پھرکی لی اور کہا کہ اس روایت کے تحت دوسرے صحابی بھی جاتے ہیں

تو عرض ہے جب سند ضعیف ہے اور قتل میں تین لوگ ہیں اور قاتل پھر بھی مجہول ہے جب اس میں تابعی بھی موجود ہے تو صحابی پر کیسے آنچ آتی ہے کیونکہ قاتل کی تصریح نہیں

اور آخری بات اس پر ایڑی چھوٹی کا زور لگانے کوئی فائدہ بھی نہیں کیونکہ

عمار بن یاسر کا قتل صرف باغی ہوگا نہ کہ جہنمی

اور اگر یہ بخاری کی روایت جس میں ایک راوی کا تفرد ہے کہ عمار انکو جنت کی طرف اور وہ انکو جہنم کی طرف بلائیں گے اگر اسی جملے کو آخری سہارا بنائے گا

تو یوں پھر تیسری پارٹی ثابت ہوتی ہے خارجی کیونکہ اگر عمار کا قاتل باغی ہے اور جہنم کی طرف بلانے والا ہے

تو صحیح حدیث سے عمار بن یاسر کے قاتل اور باغیوں کو مسلمان کا عظیم لشکر بھی قرار دیا ہے نبی اکرم نے

کیونکہ شیعوں رافضیوں کی چال یہ ہوتی ہے

کہ عمار کے قاتل کو باغی کے ساتھ جہنمی ثابت کیا جائے پھر چونکہ ان قاتلین کا آقا حضرت امیر معاویہ تھے تو یوں پوری جماعت کو جہنمی و باغی قرار دیا جا سکے

اگر یہی مان لیا جائے تو مولا علی کی طرف سے زبیر کا قاتل بھی جہنمی تھا اگر ہو جہنمی تو جنکی طرف سے وہ لڑ رہے تھے یعنی مولا علی کی طرف سے تو شیعوں کی منتق کے مطابق مولا علی پر بھی وہی الزام ائے گا (معاذاللہ
(

جیسا کہ امام احمد نے اسکو سند صحیح سے بیان کیا ہے

حدثنا عفان، حدثنا حماد، أخبرنا عاصم بن بهدلة، عن زر بن حبيش، أن عليا قيل له: إن قاتل الزبير على الباب. فقال: ليدخل قاتل ابن صفية النار، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «إن لكل نبي حواريا، وإن الزبير حواري»

مسند احمد

إسناده حسن. وأخرجه ابن سعد 105/3 عن عفان، بهذا الإسناد

ثقہ تابعی اور قراءت کے امام زر بن حبیشؒ کہتے ہیں کہ ابن جرموز نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی،اور میں بھی وہاں موجود تھا جناب علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے اندر آنے دو ، زبیر کے قاتل کوجہنم کی بشارت دو، ابن صفیہ کا قاتل جہنم میں جائے گا ، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر نبی کا ایک خاص حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔ "

(فضائل صحابہ 1271 ، الاحادیث المختارۃ ، المعجم الکبیر للطبرانی ، المتدرک للحاکم5578 ، السنۃ لابن ابی عاصم)

اور صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرت زبیر کا جہنمی قاتل مولا علی کی طرف سے لڑنے والا تھا :

امام ذہبی سیراعلام النبلاء میں نقل فرمایا ہے کہ :

قرة بن حبيب: حدثنا الفضل بن أبي الحكم، عن أبي نضرة، قال:

جيء برأس الزبير إلى علي، فقال علي: تبوأ يا أعرابي مقعدك من النار، حدثني رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن قاتل الزبير في النار "

یعنی ایک اعرابی (ابن جرموز سیدنا زبیر بن عوام کو قتل کرکے ان کا سر مبارک) جناب علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا ،تو علی رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا :اے اعرابی ! تو اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے ،کیونکہ مجھے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا کہ زبیر کا قاتل جہنم میں جائے گا "

نیز اسکے سارے رجال ثقہ ہیں اور اس روایت کی تحقیق میں علامہ شعیب الارناؤط اس روایت کے تحت لکھتے ہیں : رجال الإسناد ثقات)

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ کی پارٹی اور حضرت مولا علی کی پارٹی میں تیسرا ایک خارجی گروہ شامل تھا

اسکی دلیل درج ذیل ہے :

جیسا کہ صحیح بخاری میں یہ روایت متعدد اسناد و متن سے آئی ہے

3629 – حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الجُعْفِيُّ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ الحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [ص:205] ذَاتَ يَوْمٍ الحَسَنَ، فَصَعِدَ بِهِ عَلَى المِنْبَرِ، فَقَالَ: «ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ المُسْلِمِينَ»

نبی پاکﷺ ایک دن منبر پر تشریف فرما تھے اور امام حسن کے بارے میں فرمایا میرا یہ بیٹا سید یعنی امت کا سردار ہے یقینن جب مسلمانوں کے دوا عظیم گروہ کی صلح کرائے گا

نبی پاک نے دونوں گروہ کے لیے اعظیم مسلمین کا لفظ استعمال کیا ہے

بخاری میں دوسری جگہ یون فرمایا:

ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ

کہ یہ (حسن) سردار ہے جو صلح کرائے گا دو اعظیم گروہوں کی جب وہ آپس میں ٹکرائیں گے

پھر ان الفاظ سے مروی ہے

إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ المُسْلِمِينَ

یعنی یقینا ایک وقت آئے گا جب مسلمانوں کے دو بڑے گروہ آپس میں ٹکرائیں گے اور امت میں ایک بہت بڑا انتشار ہو گا۔ میری امت ٹکڑے ہو رہی ہوگی، دو بڑے گروہوں میں بٹ چکی ہوگی، دونوں طرف مسلمان ہوں گے اور میرا یہ بیٹا اُن میں صلح کرا دے گا، صلح کرانے کی وجہ سے اپنی قربانی کے ذریعے امت کو وحدت اور یکجہتی دے دے گا۔

(صحیح البخاری)

نبی پاک عمار بن یاسر کے قاتلوں کو باغی قرار دے رہے ہیں

اورعمار بن یاسر حضرت علی کی پارٹی میں تھے

اور نبی پاک زبیر کے قاتل کو جھنمی قرار دے رہے ہیں

جنکا قاتل حضرت علی کی پارٹی میں تھا

جبکہ امام حسن کے بارے فرمارہے ہیں یہ دو اعظیم مسلمین کے گروہ کی صلح کرائیں گے جب خون کی ندیاں بہہ چکی ہونگی اور امت مسلمہ دو بڑے گروہ میں تقسیم ہو چکی ہوگی تو امام حسن آگے بڑھے گیں اور ان دو مسلمین کے اعظیم بڑے گروہوں کی صلح قائم کرائیں گے

اور یہ بات سورج کی طرح عیاں ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے امیر معاویہ کے ساتھ صلح کی اور جو قتال اور لڑائیاں چل رہی تھیں وہ سب ختم ہوئیں

اور نا صرف صلح کی بلکہ بیعت بھی اور اپنے بھائی کو کرائی

اب یہ کیسے ہو سکتا ہے نبی پاک دو گروہ جنکے لیڈران مولا علی اور انکے مقابل امیر معاویہ تھے لیکن خطاء پر ان دونوں کے گروہ کو مسلمین اور اعظیم گروہ بھی کہہ رہے ہیں اور امام حسن کو انکی صلاح کروانے کی بشارت بھی دے رہے ہیں

اور ان دونوں گروہ میں موجود دو اصحاب رسول

جن میں ایک عمار بن یاسر جو مولا علی کی طرف سے تھے

اور ایک حضرت زبیر جو امیر معاویہ کی طرف سے تھے

ان دونوں کے قاتلوں کے بارے فرمایا انکو باغی گروہ قتل کریگا اور ایک کے بارے فرمایا اسکو جھنمی قتل کریگا

معلوم ہوا نبی پاک نے ان دوگروہ میں نشاندہی کے طور پر یہ بشارت فرمائی کہ دونوں گروہ تو اعظیم مسلمین کے ہونگے

لیکن ان دوں میں کو قتل کرنے والا ایک باغی ہوگا اور ایک جہنمی ہوگا

اب کہا جاتا ہے کہ تیسری پارٹی کون تھی ؟

ہم تو حدیث رسول سے ثابت کر دیا کہ تیسری پارٹی وہی تھی جو ان دو اعظیم گروہ میں شامل ہوچکی تھی

اگر وہ واقعی ہی ان گروہ کا حصہ ہوتے اور اپنے لیڈران کے لیے لڑ رہے ہوتے تو پھر نبی حضرت زبیر اور حضرت عمار کے قاتلین کو باغی اور جہنمی نہ کہتے

اگر انکے قاتلین باغی اور جہنمی ہیں تو پھر سید حسن علیہ السلام کے لیے یہ نہ کہتے کہ یہ دو اعظیم مسلمین کے گروہ کی صلح کروائے گا

بلکہ یہ کہتے کہ سید حسن مسلمین اور باغیون کی صلح کرائے گا یا مسلمین یا گمراہوں کی صلح کرائے گا

اگر تیسری پارٹی نہ ہوتی یا انکا وجود نہ مانا جائے تو نبی پاک کے اقوال میں تضاد ثابت ہوتا ہے جبکہ نبی پاک کی بشارت برحق ہے

اور واقعی یہ تیسرا خارجی گروہ وہی تھا جس نے حضرت عثمان خلیفہ سوم کو قتل کیا تھا

ان قاتلین کا تعلق نہ حضرت مولا علی سے تھا نہ ہی امیر معاویہ سے انکی یہ حرکت ہی انکو باغی بنایا اور پھر مولا علی اور امیر معاویہ میں جنگ چھیڑوائی

اور جان بوجھ کر یہ تیسرا خارجی گروہ چن چن کے ان صحابہ کو قتل کیا جسکی وجہ سے ثابت ہو سکے کہ امیر معاویہ کی طرف سے عمار بن یاسر کو قتل کیا تو امیر معاویہ کو مجروح قرار دیں

اور حضرت علی کی جانب سے انکے بندے نے حضرت زبیر کو قتل کیا اس سے انکی شان میں کمی کی جائے معاذاللہ

لیکن اس مسلے پر اہلسنت کے علماء نے جب تفضیلوں کا تحقیقی اور مدلل رد کیا تو بالکل اسی صحیح نتیجے پر پہنچے جس پر متاخرین نے توجہ نہ فرمائی

کیونکہ اہلسنت میں جن اماموں سے تسامح ہوئے ہیں وہ جو حضرت علی پر بغاوت کا اطلاق کرتے بھی ہیں تو لفظی اور عرفی طور پر کرتے ہیں نہ کہ شرعی جسکی دلیل حضرت ملا علی قاری سے پچھلی پوسٹ میں ثابت کی تھی

لیکن پھر اہلسنت کہتے ہیں جب صلح امیر معاویہ اور امام حسن کی قرار پا گئی اب بغاوت کا اطلاق بھی جائز نہ ہوگا کیونکہ وہ ایک خاص وقت تک جب تک مولا حسن سے صلح نہ ہوئی تھی اس وقت تک عرفی بغاوت جاری تھی

لیکن تفضیلی کہتے ہیں امیر معاویہ صلح کرنے کے بعد شروئط توڑ دی اس طرح کے ہیلے بہانے باطل بناتے ہیں جبکہ یہ اعتراض امام حسن پر آتا ہے

جو بڑے ہوئے جنہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے امیر معاویہ اور اپنے والد کی جنگ دیکھی

اگر وہ امیر معاویہ کو سمجھنے میں غلطی کر گئے اور امت محمدی انکے حوالے کر دی اور بیعت کر لی تو بھی اس میں امام حسن کی سوجھ بوجھ اور سمجھ پر ضرب لگتی ہے

یا اگر وہ امیر معاویہ کو صحیح طرح جانتے تھے تو پھر بھی انکو امت محمدیہ کا امیر بنا دیا تو بھی امام حسن پر اعتراض بنتا ہے کہ انہوں نے معاذاللہ ایسے بندے کے ہاتھوں بیعت کر لی اور امت کا امیر بنا دیا جو معاذاللہ دشمن اہل بیت ہے

جب کہ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ ہم حضرت علی کے ساتھ ہونگے جو بھی انکے مخالف آیا ہمیشہ خطا پر تھا

اور جب مولا حسن پاک نے ان سے صلح کر لی بیعت کر لی توچونکہ ہم تب بھی حضرت حسن کی پارٹی والے ہیں تو انکی صلح ہماری صلح

کیونکہ ہمارا لڑنا بھی امیر معاویہ سے حضرت علی اور حضرت حسن کی وجہ سے تھا

اور ہماری صلح بھی حضرت حسن کی وجہ سے ہے انکی صلح تو ہماری صلح

ہم کون ہوتے ہیں مولا حسن کے فیصلے پر اعتراض یا کیڑے نکالنے والے

البتہ امام حسن کی صلح اور بیعت ان بدعتی بد بختوں کے لیے لٹکتی تلوار ہے تا قیامت تک جو یا تو مولا حسن پاک کو تقیہ باز ثابت کرتے مرے گیں یا انکو اس فیصلے میں خطاء ثابت کرتے مرے گیں

جبکہ جو تحقیق اہلسنت کی ہے مدلل اس میں نہ صحابہ پر آنچ آتی ہے نہ ہی قرآن کی نص قطعی کا انکار آتا ہے کہ تمام صحابہ جنتی ہیں اور بیشک یہ نبی کی امت میں سے بہترین لوگ ہیں

لیکن رافضی شیعہ اور تفضیلی ہمیشہ اہل بیت کی آر میں صحابہ پر بھی بکتے رہیں گے اور انکی شان میں گستاخیاں بھی کرتے رہیں گے اور یہ انکی بد بختی ہے جو انکی قسمت میں لکھی جا چکی ہے

اس لیے معلوم ہوا کہ طالب خیر میاں کبھی قسطیں چلا کر علامہ تفتازانی پر جاتا

کبھی جابر جعفی کی روایت پر

کبھی کہتا ہے کہ مستدرک کی روایت میں تحریف ہے

کبھی کہتا ہے ہم نے عمار بن یاسر کے قتل پر ابو غادیہ کو قیاس کے ساتھ ضعیف روایات سے تقویت دی ہے

کبھی کہتا ہے روایات میں تصریح ہے

تو جناب جتنی قسطیں چلا چکے ہیں کسی بھی ایک روایت میں مستدرک اور انکی پسند کی روایات میں جو متن میں اضطراب ہے اسکو دور کرنے کی طرف نہ آسکے

حضرت ابو غادیہ کے حوالے سے خیر طالب کی نئی تحریر کا رد

ازقلم : اسد الطحاوی!!!

ہم دو سال پہلے یعنی 2020 میں حضرت ابو غادیہ سے منسوب تمام روایات جن سے یہ دعویٰ کیا جاتا تھا کہ حضرت عمار بن یاسر کا قاتل صحابی رسولﷺ حضرت ابو غادیہؓ ہیں

اور ہم نے خیر طالب کی طرف سے پیش کردہ روایات طبقات ابن سعد کی مرویات میں درج ذیل علتیں ثابت کی تھیں ۔

۱۔روایات میں اضطراب ہے

۲۔روایات میں منکر متن موجود ہے

۳۔ اوثق راویان نے صدوق و ثقہ راویان کی مخالفت کی ہے

پھر ہم نے اضطراب شدہ متن میں روایات کا متن ایک دوسرے کے خلاف ثابت کیا تھا اور پھر اصح اور مختصر جید سند سے حضرت عمار بن یاسرؓ کو قتل کرنے کے لیے نیزہ مارنا کسی مجہول شخص سے ثابت کیا تھا۔

[[[[اہم نکتہ]]]]

ہمارے نزدیک اصح اور اوثق رواتہ کی روایت جو جید سند سے مقدم ہے اور انکے خلاف صدوق و ثقہ رواتہ کی روایت منکر ہے

لیکن خیر طالب کے نزدیک طبقات ابن سعد کے رواتہ بھی برابر ثقہ ہیں ہماری پیش کردہ روایت کے رواتہ کے تو ہم نے پھر دعویٰ کیا کہ اگر تم لوگ ابن سعد کے رواتہ کو بھی برابر ثقہ مانتے ہو تو پھر روایت میں اضطراب پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ برابر ثقات راویان کی روایت میں متن میں جب اضطراب پیدا ہو جائے تو روایت ساری ہی رد ہو جاتی ہیں۔

ہم نے جو اضطراب پیش کیا تھا وہ یہ تھا کہ جن روایات کو انہوں نے دلیل بنایا ہوا ہے اس میں حضرت ابو غادیہؓ کہتے ہیں کہ قتل میں نے کیا حضرت عمار بن یاسرؓ کا انکو نیزہ مار کے اور انکی پیش کردہ رواتہ کی روایت سے اوثق اور جید سند سے میں نے حضرت ابو غادیہؓ سے پیش کیا کہ انکے بقول نیزہ مارنے والا کوئی مجہول شخص تھا اور ابو غادیہ صرف اس واقعہ کا ادراک کرنے والے تھے

خیر طالب کی پیش کردہ طقات ابن سعد کی سند کا کے رواتہ سے متن درج ذیل ہے :

قال: أخبرنا عفان بن مسلم قال: أخبرنا حماد بن سلمة قال: أخبرنا أبو حفص وكلثوم بن جبر عن أبي غادية قال: سمعت عمار بن ياسر يقع في عثمان يشتمه بالمدينة قال: فتوعدته بالقتل قلت: لئن أمكنني الله منك لأفعلن. فلما كان يوم صفين جعل عمار يحمل على الناس. فقيل هذا عمار. فرأيت فرجة بين الرئتين وبين الساقين. قال فحملت عليه فطعنته في ركبته. قال: فوقع فقتلته. فقيل قتلت عمار بن ياسر

ابن سعد کہتے ہیں:: مجھے عفان بن مسلم نے خبر دی انہوں نے کہا ہمیں حماد بن سلمہ نے خبر دی اور انہوں نے کہا کہ ہمیں ابو حفص اور کثوم بن جبر نے خبر دی اور انہوں نے ابو غادیہ سے جس نے کہا کہ میں نے عمار بن یاسر کو عثمان کو برا بھلا اور گالیاں دیتے مدینہ میں سنا تو میں تو میں اس سے کو قتل کرنے کا عندیہ دیا۔

اور مزید کہا کہ اگر اللہ نے مجھے تم پر کنڑول دیا تو ضرور بالضرور کروں گا۔ چنانچہ جب صفین کی جنگ رونما ہوئی اور حضرت عمار لوگوں پر حملہ کرنے لگے تو کہا گیا یہ عمار ہے تو میں (یعنی ابو غادیہ) نے ان کے جسم میں

حملہ کی گنجائش دیکھی پس میں نے ادھر حملہ کیا اور ان کی ران پر زخم پہنچایا چنانچہ وہ تیر بھدف ثابت ہوا اور میں نے ان کو قتل کیا تو پس کہا گیا کہ تو (ابو غادیہ) نے عمار بن یاسر کو قتل کیا۔

[الطبقات ابن سعد]

انکی طرف سے پیش کردہ ایسی تمام روایات میں یہی تھا کہ حضرت ابو غادیہ کہتے ہیں کہ میں نے میں نے نیزہ مارا اور قتل بھی کیا اور انہوں نے جانتے پہچانتے حضرت عمار کو شہید کیا اس روایت کے مطابق

ہم نے اس سند سے اوثق رواتہ سے جو روایت متن بیان کیا تھا اس میں حضرت ابو غادیہ کا بیان درج ذیل ہے :

امام ابن حجر عسقلانی امام یعقوب بن شیبہ کی مسند سے روایت نقل کرتے ہیں :

وقال يعقوب بن شيبة في مسند عمار: حدثنا مسلم بن إبراهيم، حدثنا ربيعة بن كلثوم بن جبر، حدثنا أبي، قال: كنت بواسط القصب عند عبد الأعلى بن عبد الله بن عامر، فقال الآذن: هذا أبو الغادية الجهني، فقال: أدخلوه، فدخل رجل عليه مقطعات، فإذا رجل ضرب من الرجال كأنه ليس من رجال هذه الأمة، فلما أن قعد قال: بايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم. قلت: بيمينك؟ قال: نعم.

قال: وخطبنا يوم العقبة فقال: «يا أيها الناس، إن دماءكم وأموالكم عليكم حرام الحديث. وقال في خبره: وكنا نعد عمار بن ياسر فينا حنانا، فو الله إني لفي مسجد قباء إذ هو يقول: إن معقلا فعل كذا- يعني عثمان، قال: فو الله لو

وجدت عليه أعوانا لوطئته حتى أقتله، فلما أن كان يوم صفين أقبل يمشي أول الكتيبة راجلا حتى إذا كان بين الصفين طعن الرجل في ركبته بالرمح وعثر، فانكفأ المغفر عنه فضربه فإذا رأسه

[الإصابة في تمييز الصحابة،ج7،ص 259]

اور یہی روایت امام حاکم نے مستدرک میں نقل کی ہے :

حدثنا أبو جعفر محمد بن صالح بن هانئ، ثنا السري بن خزيمة، ثنا مسلم بن إبراهيم، ثنا ربيعة بن كلثوم، حدثني أبي قال: كنت بواسط القصب في منزل عبد الأعلى بن عبد الله بن عامر، قال الآذن: هذا أبو غادية الجهني يستأذن، فقال عبد الأعلى: أدخلوه، فأدخل وعليه مقطعات، فإذا رجل طوال ضرب من الرجال كأنه ليس من هذه الأمة، فلما قعد، قال: «كنا نعد عمار بن ياسر من خيارنا» قال: «فوالله إني لفي مسجد قباء إذا هو يقول – وذكر كلمة – لو وجدت عليه أعوانا لوطئته حتى أقتله» قال: «فلما كان يوم صفين أقبل يمشي أول الكتيبة راجلا حتى كان بين الصفين طعن رجلا بالرمح، فصرعه، فانكفأ المغفر عنه، فضربه فإذا رأس عمار بن ياسر» ، قال: يقول مولى لنا: لم أر رجلا أبين ضلالة منه

ربعہ بن کلثوم اپنے والد (کلثوم بن جبر) سے بیان کرتے ہیں (وہ فرماتے ہیں) میں واسط القصب (نامی شہر) میں عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کے گھر تھا ، اجازت لینے والے نے کہا : ابو غادیہ جہنی اندر آنے کی عجازت

مانگ رہا ہے ، عبدالاعلیٰ نے کہا : اسکو اندر آنے کی اجازت دے دو ، وہ اندر آئے ، اس وقت انہوں نے تنگ کپڑے پہنے ہوئے تھے ، وہ انتہائی دراز قد آدمی تھے وہ تو اس امت کا فرد نہیں لگتے تھے (دراز قد اتنا تھا)

جب اندر آکر بیٹھ گئے تو کہنے لگے : ہم عمار بن یاسر کو سب سے معتبر اور نیک جانتے ہیں خدا کی قسم! میں مسجد قباء میں تھا وہ (عمار بن یاسر) باتیں کر رہا تھا ان میں سے ایک یہ بھی تھی اللہ کی قسم!اگر کبھی مجھے اس پر غلبہ بلا تو میں اس کو روند ڈالوں گا ، حتی کہ ان کو قتل کر ڈاوں گا پھر جب جنگ صفین شروع ہوئی تو لشکر کی پہلی جماعت پیدل چلتے ہوئے آئی ، یہاں تک کہ وہ صفین کے درمیان پہنچ گئے ،ایک آدمی (مجہول) نے ان (عمار بن یاسر) کو نیزہ مارا جسکی وجہ سے وہ گر گئے (شہید ہو کر) ، ان کے خود نیچے گرا، جب (شہادت کے بعد) دیکھا تو حضرت عمار بن یاسر کا سر تھا

راوی کہتے ہیں : آقا کہا کرتے تھے کہ میں نے اس آدمی (جس مجہول نے نیزہ مار کر قتل کیا عمار بن یاسر کو) اس سے زیادہ گمراہ کوئی شخص نہیں دیکھا

[التعليق – من تلخيص الذهبي] 5658 – سكت عنه الذهبي في التلخيص

[مستدرک الحاکم علی صحیحین ، روایت نمبر 5658]

اب ہماری ثقات راویان سے حضرت ابو غادیہ کا جو بیان ہے اس میں انکے بقول ایک مجہول شخص نے حضرت عمار کو نیزہ مارا اور انکا سر کا خود گرا اور انکے شہید ہونے کے بعد سر دیکھا گیا تو وہ عمار بن یاسر تھے

اب ہم نے حضرت ابو غادیہ سے انکے اصول پر کہ تمام روایات کے رواتہ برابر ثقہ ہیں تو حضرت ابو غادیہ سے اضطراب پیش کر دیا

اضطراب بنیادی کیا ہے ؟

حضرت ابو غادیہ کہتے ہیں میں نے قتل کیا

اسکے برعکس

حضرت ابو غادیہ کہتے ہیں کسی اور نے نیزہ مارا اور جب شہادت کے بعد دیکھا گیا لوگوں کی طرف سے تو وہ عمار بن یاسر کا سر تھا

--

اس اضطراب کو آج تک خیر طالب نے ٹل اٹ کا زور لگا کر دور نہیں کر پایا اس نے جو جو قیاسات پیش کیے اسکا بھرپور رد موجود ہے میرے پیج اور وال پر

لکن اب چونکہ اس کی نئی تحریر کل رات موصول ہوئی اسکا جائزہ لیتے ہیں :

موصوف کی طرف سے اضطراب دور کرنے کی پہلی پھکی پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

علامہ عینی اس شہد والی چیز کی بابت فرماتے ہیں:

قَالُوا طَرِیق الْجمع بیَن ہذَا الِاخْتِلَاف الْحمل علی التَّعدُّد، فَلَا یمتَنع تعدد السَّبَب لِلأمْرِ الْوَاحِد

تمام اختلاف کو جمع کرنے کا طریقہ یہ ہے اس کو متعدد واقعات پر حمل کیا جائے، یعنی کسی ایک چیز کے لئے مختلف اسباب ہونا ناممکن نہیں

حوالہ: [عمدۃ القاری جلد ۲۰ ص ۲٤٤]

قارئین : مختلف زخموں کا حامل ہوکر قتل ہونا کوئی بعید بات نہیں اور یہ سارے زخم ایک انسان کے قتل کا سبب بنتے ہیں جیسے کہ ابن حجر عسقلانی حضرت جعفر طیارؓ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ان کے جسم پر نوے سے اوپر زخم تھے

الجواب (اسد الطحاوی)

موصوف کو ہم دو سال سے سمجھا رہے ہیں کہ جتنی مثالیں یہ دے رہا ہے یہ مذکورہ روایت میں موجود متن میں اضطراب سے مقابقت نہیں رکھتی ہے اضطراب حضرت ابو غادیہؓ کے قول میں آیا ہے نہ کہ حضرت ابو غادیہ کے قول کے مخالف کسی دوسرے کے قول سے

تو یہ مثال متابقت نہیں رکھتی ساقط ہوئی

موصوف آگے لکھتا ہے :

ارئین دونوں جگہ دیکھیں تو ابو غادیہ قتل میں شریک دیکھا جاسکتا ہے اور گھٹنہ پر دو تیز لگنے میں کوئی چیز مانع نہیں یعنی" بلفرض" مان لیتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک مجہول بندے نے مارا ہو اور دوسری جگہ ابو غادیہ نے مارا۔۔ پہلی جگہ کامل یقین نہ تھا لیکن عمارؓ کا خدوخال لگ رہا تھا کیونکہ عمارؓ مغفر (جنگی ٹوپی) پہنے ہوئے تھے اور اس کے بعد جب سر پر سے مغفر ہٹی اورچہرہ واضح ہوا تو وہ احتمال یقین کی حد تک چلا گیا۔ دونوں صورتوں میں قتل عمداً کیا گیا ہے اور اس کا خمیازہ قاتل کو بھگتنا ہوگا۔ کیونکہ یہاں خطا کے عنوان سے نہیں مارا ہے بلکہ دشمن سمجھ کر مارا ہے۔

الجواب (اسدالطحاوی)

اب انکا قیاس پڑھ کر ہم کو شرم آرہی ہے کہ بندہ جب بے بس ہوتا ہے تو پھر کیا کیا کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے -

ایک جگہ حضرت عمار کہتے ہیں انکو ایک بندے نے نیزہ مارا جب دیکھا گیا تو وہ شہید ہونے والا کا سر حضرت عمار بن یاسر کا سر تھا

پھر دوسری روایات جنکو انھوں نے پکڑا ہوا ہے اس میں حضرت عمار کہتا ہے نیزہ میں نے مارا اور انکو قتل کیا

اس پر موصوف کی یہ پھکی چپکانا " بلفرض مان لیتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک مجہول بندے نے مارا ہو اور دوسری جگہ ابو غادیہ نے مارا۔"

یہ بات ایک لطیفہ سے کم نہیں اگر صریح موقف میں اضطراب کی صورت میں قیاسات ہی کرنے ہیں تو پھر ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ انکے نزدیک بھی حضرت ابو غادیہ قطعی یقینی طور پر حضرت عمار کے قاتل نہیں کیونکہ انہوں نے روایات میں اضطراب کی صورت میں قیاس اور تکے پھلے لگا کر فرضی موقف بنا کر قاتل بنایا ہوا ہے ۔

تو میرا رد لکھنے سے پہلے تو موصووف قطعی طور پر حضرت ابو غادیہ کے قاتل ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اب موصوف قیاس پر قیاس کر کے اپنا دعویٰ خود ہی مجروح کر دیا کہ یہ مسلہ انکے نزدیک بھی روایات کی صورت میں قطعی ثابت نہیں ہوتا ہے ۔

موصوف ایک اور مثال دیکر ہماری طرف سے پیش کردہ روایات میں اضطراب کو دور کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

ایک مزید مثال آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں:

اور یہ واقعہ حضرت حمزۃؓ جب اسلام لائے تو ان کو خبر دی گئی کہ کس طرح ابو جہل نے رسول اللہ ﷺ وآلہ کے ساتھ بدسلوکی کی اور اس بارے میں مختلف روایات ہیں کہ یہ خبر کس نے دی حضرت حمزۃؓ کو۔ ایک روایت میں دو خواتین نے دیں ہیں جو چل رہیں تھیں اور دوران گفتگو کہا کہ اگر حمزۃؓ کو پتا چل جائے کہ اس کے بھتیجے کے ساتھ ابوجہل نے کیا سلوک کیا تو۔۔۔ اور ایک روایت میں دو لونڈیاں نے خبر دی حضرت حمزۃؓ کو

چنانچہ: اب خبر دینے والے دو ہوگئے (اور ہماری مثال میں تیر مارنے والے کبھی ابو غادیہ ہے اور کبھی ایک اور شخص) تو اس کا جواب علامہ حلبی یوں دیتے ہیں:

ولا مانع من تعدد الأخبار من المرأتين والمولاتين فاحتمل حمزة الغضب ودخل المسجد

اور خبر دینے والوں کے تعدد (ایک سے زیادہ ہونے) میں کوئی بھی اشکال نہیں کہ ایک دفعہ دو خواتین نے خبر دی ہو اور دوسری دفعہ دو لونڈیوں نے اور حمزہ ع کو ان سب کی وجہ سے غصہ آیا ہو اور آپ پھر مسجد الحرام میں داخل ہوئے ہوں۔

حوالہ: [سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۳۳۳]

الجواب (اسد الطحاوی)

یہ مثال بھی ہمارے پیش کردہ اضطراب سے متابقت نہیں رکھتی اسکی وجہ درج ذیل نکات ہیں

۱۔ ہماری پیش کردہ روایت میں اضطراب ایک شخص کے قول میں آرہا ہے یعنی وہ ایک جگہ کہتا ہے نیزہ میں نے مار کر شہید کیا

۲۔پھر اپنے دعویٰ کے برعکس وہی ایک شخص کہتا ہے میں نے دیکھا ایک بندے نے نیزہ مار اور پھر دیکھا گیا تو وہ سر عماربن یاسر کا تھا

جبکے

انکی پیش کردہ مثال میں واقعہ تو ایک ہے لیکن رواتہ سے اختلاف ہے کہ کچھ رواتہ نے لونڈیوں کا ذکر کیا اور کچھ رواتہ نے دو عورتوں کا ذکر کیا جبکہ اس مثال میں اضطراب ثابت ہی نہیں ہوتا کیونکہ عورتوں کا لونڈیاں ہونا ممکن ہے ایک جگہ انکو بطور جنس عورت کے بیان کیا گیا دوسری روایت میں انکو بطور حیثیت بیان کیا گیا کہ وہ لونڈیاں تھی ۔

تو یہ مثال بھی ہمارے پیش کردہ اضطراب سے بالکل بھی متابقت نہیں رکھتی کہاں کی اینٹ کہاں کے روڑے میں اٹکائی جا رہی ہے کہ سارے تکے مارے جائیں کوئی ایک تو سہی جا لگے گا ---

----

موصوف پھر لکھتا ہے :

ایک مزید مثال ذہن کی تقریب کے لئے عرض خدمت ہے کہ رسول ﷺوآلہ کے منبر کو کس نے اپنی جگہ سے ہٹوایا تھا جس کے بعد مدینہ میں دن دھاڑے اندھیرا چھاگیا اور کچھ غیر معمولی چیزیں رونما ہوئیں، تو اس

بارے میں محققین کے نزدیک دو اقوال ہیں آیا معاویہ نے خود کرایا یا مروان نے کروایا معاویہ کے حکم سے تو اس پہیلی کے حل کے لئے علامہ حلبی فرماتے ہیں:

ولا مانع من تعدد الواقعة، وأن واقعة معاوية سابقة على واقعة مروان

اور اس واقعہ کا ایک سے زیادہ دفعہ ہونا کوئی غیر ممکن بات نہیں، اور معاویہ نے یہ فعل مباشرتاً پہلے کروایا ہو اور اس کے بعد مروان نے کروایا ہو۔

حوالہ: [سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۱۸۷]

تبصرہ: قارئین یہ سارے حوالے جات فقط اس بات کے اظہار کے لئے تھے کہ ایک شخص کو اگر ایک نیزہ مارے تو اس سے دوسرے کے مارنے کی نفی نہیں ہوتی بلکہ عین ممکن ہے کہ چونکہ دونوں نے مارا ہو تو راوی کبھی ایک کا فعل ذکر کرے اور کبھی دوسرے کا لیکن اضطراب تو جب ہوتا ہے جب ایک جگہ نفی ہوتی اور ایک جگہ اثبات ہے۔ اور ہم نے کافی مثالوں سے ثابت کیا ہے جو اہل عقل کے لئے کافی ہے۔

الجواب (اسد الطحاوی)

یعنی جو مثال دی ہے اسکے مطابق ہم یہ مانیں کہ دو بار جنگیں ہوئی ہیں صفین ایک دفعہ حضرت ابو غادیہ نے شہید کیا عمار کو اور پھر وہ زندہ ہوئے دوسری بعد مجہول نے شہید کیا حضرت عمار کو

ہاہاہاہاہا

موصوف کو یہ نہیں سمجھ آرہی جو مثال دی جا رہی ہے وہ ایک عمومی واقعہ کے رونما ہونے کا بیان ہے اور اسکا تقابل یہ ایک قتل جیسے بڑے فعل سے کر رہے ہیں ۔

موصوف اب یہ منوانا چاہتے ہیں کہ آپ یوں مانیں کہ ایک جگہ نیزہ بقول حضرت ابو غادیہ نے کسی اور کو مارتے دیکھا اور جن روایات میں انہوں نے خود نیزہ مارنے کا ذکر کیا ہے تو یہ دو بندے مل کر قتل کیوں نہیں کر سکتے ؟ کیونکہ جہاں دوسرے بندے سے نیزہ مارنے کا ذکر ہے وہاں اپنی نفی نہیں کی اور خود مارنے کا ذکر کیا ہے وہ دوسرے کا نیزہ مارنے کی نفی نہیں کی ہے ۔

تو اسکا جواب یوں ہے کہ یعنی ایک بندہ گواہی دے قتل زید نے کیا ہے

دوسرا گواہ گواہی دے کہ قتل عامر نے کیا ہے

تو انکے بقول گواہان کی گواہی میں اضطراب نہیں کیونکہ جس نے زید کا نام کہا ہے اس نے عامر کی نفی نہیں کی اور جس نے عامر کا کہا ہے اس نے زید کی نفی نہیں کی قتل کی

تو دونوں کو لٹکا دیا جائے

موصوف کی یہ مثال بھی غیر معقول ہے

الغرض موصوف دو سال سے اضطراب کو دور کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں اور جو مثالیں دیتے ہیں ان میں حقیقی اضطراب ہوتا ہی نہیں اور ہم موصوف کو پہلے ہی اضطراب کی مثال پیش کر چکے ہیں :

امام ترمذی ایک روایت اپنی سنن میں بیان کرتے ہیں :

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَدُّوَيْهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، قَالَتْ: سَأَلْتُ، أَوْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّكَاةِ ؟ فَقَالَ: إِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ، ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ الآيَةَ الَّتِي فِي البَقَرَةِ: {لَيْسَ البِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ} الآيَةَ.

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے زکوۃ سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا، "زکوۃ کے علاوہ بھی مال سے متعلق ذمہ داری ہے۔"

[السنن ترمذی برقم: 659]

امام ابن ماجہ نے یہی حدیث مذکورہ متن کے بر عکس الفاظ میں روایت کی ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، أَنَّهَا سَمِعَتْهُ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَيْسَ فِي الْمَالِ حَقٌّ سِوَى الزَّكَاةِ

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے زکوۃ سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا زکوۃ کے علاوہ مال سے متعلق کوئی اور ذمہ داری نہیں ہے

[السنن ابن ماجہ برقم: 1789]

اسکو کہتے ہیں اضطراب متن اب یہ دونوں روایات ضعیف ثابت ہوئیں مضطرب متن کی وجہ سے کیونکہ ان میں متن ایک دوسرے کے خلاف ہے اور اس میں کسی قسم کی تطبیق ممکن نہیں ہے

جیسا کہ امام محدث عراقی فرماتے ہیں :

حديثُ فاطمةَ بنتِ قَيْسٍ، قالت سألتُ، أو سُئِلَ النبيُّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عن الزَّكاةِ، فقال إنَّ في المالِ لَحقّاً سِوَى الزَّكَاةِ فهذا حديثٌ قدِ اضطربَ لفظُهُ ومعناهُ فرواهُ الترمذيُّ هكذا من روايةِ شَرِيكٍ، عن أبي حمزةَ، عن الشَّعبيِّ، عن فاطمةَ ورواهُ ابنُ ماجه من هذا الوجهِ بلفظِ ليسَ في المالِ حقٌّ سِوَى الزكاةِ فهذا اضطرابٌ لا يحتملُ التأويلَ وقولُ البيهقيِّ أنّهُ لا يحفظُ لهذا اللفظِ الثاني إسناداً، معارَضٌ بما رواهُ ابنُ ماجه هكذا، واللهُ أعلمُ

والاضطرابُ موجبٌ لضعفِ الحديثِ المضطربِ لإشعارِهِ بعدمِ ضبطِ راويه، أو رواتِهِ، واللهُ أعلمُ

امام عراقی اس روایت کو ترمذی اور ابن ماجہ کے متن کو بیان کر کے اور اس میں اضطراب کو بطور مثال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ ایسا اضطراب ہے جس کی کوئی توجیہ کرنا ممکن نہیں ہے

[شرح التبصرة والتذكرة = ألفية العراقي، جلد ١ ص ٢٩٣]

اسکو کہتے ہیں اضطراب جس میں متن عین ایک دوسرے کے برعکس ہو اور دو سال سے موصوف کی ناکام کوشش کرنا ہمارے موقف کو تقویت دیتا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ اضطراب کی کوئی بھی معقول توجیہ پیش نہیں ہو سکتی

اور بقول انکے جو قیاسات انہوں نے کیے تو انہوں نے خود تسلیم کر لیا کہ روایات میں قطعی اور صریح ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت ابو غادیہ قاتل ہوں تو تبھی قیاسات اور فرضی شگوفے چھوڑے ہیں اور یہی ہماری صداقت کی دلیل ہے کہ حضرت ابو غادیہ قطعی و صریح طور پر حضرت عمار کا قاتل ہونا ثابت

اسد الطحاوی